س۵ اسلام میں اجتہاد کے تصور اور اس کے اصولوں کو واضح کریں۔ دورِ جدید میں اس کی اہمیت کو بیان کریں۔

اجتہاد عربی زبان کا لفظ جہد سے نکلا ہے جس کے معنی ہے کوشش کرنا، نشوونما پانا، آگے بڑھنا وغیرہ

لفظی معنی:-

اجتہاد کے لفظی معنی ہے کوشش کرنا۔

اصطلاحی معنی:-

فقہ کی روح میں انفرادی طور پر ابھرتے ہوئے مسائل کا حل تلاش کرنا اجتہاد کہلاتا ہے۔ اور جو شخص کوشش کرتا ہے اسے "مجتہد" کہتے ہے اور جو اشخاص اس کوشش میں سرگرم ہوتے ہیں انھیں "مجتہدین" کہتے ہیں

امام شاطبی "الموافقات" میں اجتہاد:

اجتہاد شرعی احکام معلوم کرنے اور نئے حالات کی مطابقت میں ان سے احکام نکالنے کے لیے انتہائی کوشش کرنے کا نام ہے

اجتہاد کی بنیاد:-

اجماع:- قرآن و سنت اور حدیث سے اگر کسی مسئلے کا حل نہ ملے تو اجماع کر لیا جاتا ہے۔

اجماع کے اصطلاحی معنی ہے دین داروں کا کسی ایک مذہبی بات پر متفق ہو جانا اور اجماع کے لیے

بھی اجتہاد کیا جاتا ہے۔

قرآن پاک میں اجتہاد کا تصور:

اس کے علاوہ قرآن پاک میں بھی اجتہاد کرنے کا حکم دیا گیا ہے
اللہ پاک فرماتے ہیں جس کا ترجمہ کچھ یوں ہے۔

ترجمہ:

"پس کیوں نہ ایسا کیا گیا کہ ہر مومنوں کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکل آتی جو دین میں فہم و بصیرت پیدا کرتی"

سورۃ توبہ : ۱۲۲

اس کے علاوہ سورۃ العنکبوت میں بھی اجتہاد کا حکم دیا گیا ہے

ترجمہ:

"اور جنہوں نے ہمارے راستے میں جدوجہد کی ہم انہیں اپنا راستہ دکھا دیں گے"

سورۃ العنکبوت : 69

سنت نبوی میں اجتہاد کا تصور:

آپ ﷺ کے اقوال اور افعال سے بھی اجتہاد کا ثبوت ملتا ہے۔

مثال ۱:

آپ ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل سے پوچھا

کہ تم کیسے معاذ اگر کوئی فیصلہ کرنا آئے تو کس طرح
کرو گے؟ حضرت معاذ بن جبل نے جواب دیا جب میرے
پاس کوئی مسئلہ آیا تو میں سب سے پہلے کتاب اللہ سے
حل کرنے کی کوشش کروں گا اور اگر اس مسئلہ کا
حل قرآن مجید سے نہ نکلا تو میں حدیث
کی طرف رجوع کروں گا اور اگر اس کا حل حدیث
سے بھی نہ ملتا ہو تو پھر اپنی رائے سے اجتہاد کروں
گا اور اس میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کروں گا
آپ ﷺ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور انھیں یمن کا
گورنر مقرر کر دیا۔

مثال ۲:

ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے
ارشاد فرمایا "جب تم قرآن مجید میں کوئی حکم
پاؤ تو اس کے مطابق فیصلہ کرو اور جب کوئی حکم
نہ قرآن و سنت میں نہ پاؤ تو اپنی رائے سے اجتہاد
کرو۔"

مثال ۳:

اسی طرح ایک اور موقع پر نماز عصر کا وقت
ہو گیا لیکن مسلمان جنگ میں تھے تو آپ ﷺ نے آدھے لشکر
کو پہلے نماز ادا کرنے کا حکم دیا اور آدھے لشکر کو صف

حضور پر تحیات لکھا ہے آدھا اللہ نے نازل کیا اور آدھا پڑھا تو دوسرا آدھا اللہ نے نازل کر کے مکمل کر دیا۔

خلفائے راشدین کے دور میں اجتہاد:

حضرت ابوبکر صدیق کے دور میں ان لوگوں کے خلاف اجتہاد کیا جو زکوٰۃ دینے سے انکار کرتے تھے۔ حضرت عمر فاروق نے گھوڑوں پر بھی زکوٰۃ عائد کر دی اور حضرت علی نے گھوڑوں پر سے زکوٰۃ ختم کر دی۔ تاریخ انسانیت میں اجتہاد کی سب سے عظیم الشان مثال حضرت امام حسینؑ نواسہ رسول لختِ جگر فاطمہ بتول کی ہے جنہوں نے دین کی بقاء اور سربلندی کے لیے اپنے خاندان کا نذرانہ پیش کیا لیکن یزید کے ہاتھ پر بیعت نہ کی اور یزید کے خلاف اجتہاد کیا۔

اجتہاد کی بنیاد

۱۔ اجماع

↓

قرآن مجید

↓

سنت نبوی

↓

صحابہ کرامؓ

مجتہد کی شرائط:-

مجتہد کے لیے درج ذیل اصول بیان کیے گئے ہیں

مسلمان اور بالغ:-

مجتہد کے لیے سب سے پہلا اہم اور بنیادی جز مسلمان ہونے کے ساتھ ساتھ بالغ ہونا بھی نہایت اہمیت کا حامل ہے۔

ہوش و ہواش:

دوسرا اہم جز مجتہد کا ہوش و ہواش میں ہونا بھی لازم ہے۔ وہ عاقل ہو تاکہ ہر چیز کو خوب باریک بینی سے ساتھ جان سکے اور آگے پہنچا سکے اور اس سے کوئی کوتاہی سرزد نہ ہوں

صاحب کردار:-

ایسا شخص جس کی کردار کی ضمانت کی گواہی کوئی اور بھی دے سکے وہ فرد صاحب کردار ہوتا ہے۔ اور وہی شخص اجتہاد کر سکتا ہو صاحب کردار ہوں۔

قرآن و سنت کا عالم:

ان سب خوبیوں کے ساتھ اجتہاد کرنے والے شخص کا قرآن و سنت کا عالم ہونا اس کی بڑی کی حیثیت رکھنا ہے

جس طرح ریڑھ کی ہڈی انسانی جسم کا اہم اور مرکزی حصہ ہے بالکل اسی طرح یہ مجتہد فرد کا علم دین ہونا بھی ضروری ہے

اجماع و قیاس کا علم:

قرآن و سنت کے ساتھ مجتہد کو اجماع اور قیاس کا بھی علم ہو۔ تاہم مجتہد کے لیے ضروری ہے کہ وہ اجماع و قیاس پر مکمل دسترس رکھتا ہو۔

غیر جانب دار:

مجتہد کا غیر جانب دار ہونا بھی اہم ہے تاکہ وہ بغیر کسی ذاتی طرف داری کے صحیح رائے قائم کر سکے اور اجتہاد میں کسی غلطی کی گنجائش نہ رہے

قابلیت (انفرادی اجتہاد):

انفرادی سطح پر اگر کوئی بھی مجتہد مجتہد کی شرائط پر پورا اترے تو وہ اجتہاد کر سکتا ہے۔ تاریخ انسانی میں عظیم الشان مثالیں بھی موجود ہیں

شاہ ولی اللہ
ڈاکٹر علامہ اقبال
ڈاکٹر حمید اللہ
ابوالکلام آزاد

(٦)

ادارے کی سطح پر اجتہاد:

ادارے کی سطح پر پانچ بورڈ کام کر رہے ہیں

تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان

بریلوی مکتبہ فکر

وفاق المدارس العربیہ

دیوبندی مکتبہ فکر

وفاق المدارس الشیعہ

شیعہ مکتبہ فکر

وفاق المدارس السلفیہ

اہلحدیث مکتبہ فکر

رابطہ المدارس

جماعت اسلامی

دورِ جدید میں اجتہاد کا کردار:-

دورِ جدید میں بہت سے مسائل ایسے ہیں جو اس دور کی اپنی پیداوار ہیں جبکہ شریعت کے اصول ابدی و لافانی ہیں ان اصولوں کی روشنی میں درپیش مسائل کا حل ضروری ہے اگر صرف اسی اجتہاد پر عمل کیا جائے جو قرآن میں بیان ہوا تو شاید دورِ حاضر میں شریعت پر چلنا مشکل ہو جائے گا۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اصول کبھی

تبدیل نہیں ہوتے لیکن اصولوں کی روشنی میں
جو نئے مسائل درپیش ہوتے ہیں ان کا
حل تلاش کیا جاتا ہے۔ ہر دور میں
نئے نئے مسائل درپیش ہوتے رہتے ہیں
جن کے لیے اجتہاد کی ضرورت ہمیشہ رہی ہے
اور ہمیشہ رہے گی اس لیے کہ ہر دور میں نئے
نئے مسائل پیش آتے رہتے ہیں دور حاضر میں اس
کی ضرورت پہلے سے زیادہ بڑھ گئی ہے کیونکہ جدید
سائنسی ایجادات نے جہاں بہت سے مسائل
کا حل ڈھونڈ لیا ہے وہاں ساتھ ہی نئے مسائل سے بھی
روشناس کروایا ہے جیسا کہ ٹیسٹ ٹیوب بے بی،
انتقال خون، بینکنگ میں پیش مسائل
اعضاء کی پیوند کاری، انشورنس، تمباکو نوشی
اور معاشی معمولات جیسے دیگر چیلنج سے تقاضا کرتے ہیں
کہ اجتہاد کی ضرورت اور بڑھ گئی ہے۔

اسلام میں عقیدہ رسالت کی وضاحت کریں
انفرادی اور اجتماعی زندگی میں اس کی اہمیت
بیان کریں۔

اسلام میں عقیدہ رسالت سے مراد
رسولوں پر ایمان لانا ہے۔

لغوی معنی:۔

رسالت کے لغوی معنی ہے پیغام
پیغام پہنچانا۔ رسول کے لغوی معنی ہے پیامبر، قاصد

اصطلاحی معنی:-

دینی اصطلاح میں رسالت کا معنی ہے اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچانا اور رسول کے معنی ہے اللہ کا پیغام پہنچانے والا۔ نبی اور رسول اور نبوت اور رسالت کے معنی اصطلاحی ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ رسول صاحب شریعت وکتاب ہوتا ہے جبکہ نبی کے لیے صاحب شریعت وکتاب ہونا ضروری نہیں

رسالت کا سلسلہ:-

رسالت کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور حضرت محمد ﷺ پر آکر ختم ہو گیا۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں آئے گا۔

عقیدہ رسالت کی اہمیت:-

عقیدہ رسالت اسلام کے ان بنیادی عقائد میں شامل ہے جن پر ایمان لانا ضروری ہے جس کے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا۔ رسالت پر ایمان سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ سے پہلے جتنے بھی انبیاء مبعوث فرمائے سب کو برحق مانا جائے۔ ان میں کوئی تفریق نہ کی جائے اور حضور اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا آخری رسول اور نبی مانا جائے کہ آپ ﷺ کی شریعت

ان پر عمل کیا جائے اور اس پر عمل کرنے کا سلیقہ سکھایا جائے
یعنی تبلیغ کی جائے

رسالت کی ضرورت:

انسان میں نیکی اور بدی دونوں قسم کی صلاحیتیں موجود ہیں۔ صلاحیتوں کے اعتدال سے انسان پیدائشی طور پر ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ یعنی صلاحیتیں رکھنے والوں پر جب بدی کا عنصر غالب آجاتا ہے تو وہ اپنی بُری صلاحیتوں کے زور پر دوسروں پر اپنی سیادت اور برتری قائم کر لیتے ہیں جو اچھی صلاحیتوں کے مالک ہوتے ہیں یا جن میں نیکی کا عنصر غالب ہوتا ہے۔ ایسے حالات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے کمزور بندوں پر رحم کیا کہ ان میں ایک رسول مبعوث کر دیا جو توحید کے پرچم تلے سب کو اکٹھا کر کے انہیں منظم کرتا ہے
قرآن مجید میں یہ بات بیان کی گئی ہے جس کا ترجمہ کچھ یوں ہے

ترجمہ: "وہ بولے کیا ہم تیرا ایمان لائیں جبکہ تیری پیروی تو سب رذیل لوگوں نے کی ہے"

سورۃ الشعراء ۲۶:۱۱۱

یہ بات حضرت نوح علیہ السلام سے ان کی قوم کے

سے الگ رکھی گئی ہے
احسان باری تعالیٰ ہے

ترجمہ:-

"اور میں نے پیدا نہیں کیا جنوں اور انسانوں کو
مگر صرف اس لیے کہ وہ میری عبادت کریں"

سورۃ الذریت : ۵۱:۵۶

اللہ تعالیٰ نے الہامات کے ذریعے لوگوں کو نیکی
بدی سمجھائی ہے - یہ احسان باری تعالیٰ ہے

ترجمہ:-

"پھر اس کی بدی اور اس کی پرہیزگاری
اس پر الہام کر دی"

سورۃ الشمس ۹۱:۸

ہر قوم میں رسول:-

اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان
کہ ایک قوم کے لیے نبی بھیجا اس نے ہر قوم
میں رسول بھیجا - اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جس
کا ترجمہ کچھ یوں ہے

اور ہم نے ہر قوم میں رسول بھیجا ہے

انبیاء کی خصوصیات:-

۱: بشریت:-

تمام انبیاء اپنے مقام اور مرتبے میں عام
انسانوں سے بہت بلند تھے لیکن اس کے باوجود

انسان ہی تھے نہ وہ فرشتوں کے گروہ میں سے تھے نہ جنوں میں سے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن نے اس بات کا اعلان کیا ہے

ترجمہ: "میں تمہاری ہی طرح کا ایک انسان ہوں"

آیت : ۱۱۵

ایک اور جگہ ارشاد ہے جس کا ترجمہ کچھ یوں ہے

ترجمہ "بلاشبہ ہم تمہاری ہی طرح انسان ہیں"

سورۃ ابراہیم : ۱۱

۲ : اللہ کا خصوصی انعام

اس سے مراد پیغمبری کا منصب یا کوشش سے حاصل نہیں کی جاتی بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کا انعام ہوتی ہے

۳: معصوم:

نبی اور رسول معصوم ہوتے ہیں۔ اس نہ فکر و اجتہاد کی غلطیاں ہوتی ہیں نہ اخلاق و اعمال میں کوئی کوتاہی۔

اس کے علاوہ بھی نبی اور رسول کی بہت ساری خوبیاں ہوتی ہے جیسا کہ قاضی اور حکم، شریعت دینے والا اور قانون بنانے والا، شارح کتاب اللہ قابل اطاعت وغیرہ اس کے ساتھ رسالت محمدی کی کچھ اضافی خوبیاں بھی ہے جیسا کہ

ختم نبوت کا حامل وغیرہ شامل ہے۔

انفرادی زندگی میں اہمیت:-

محبت رسول:-

عقیدہ رسالت ہی کی وجہ سے انسان کے دل میں انبیاء کے لیے محبت پیدا ہوتی ہیں۔ جو شخص اللہ سے محبت کرے گا وہ لازماً اس کے رسولوں سے بھی محبت کرنے والا ہوگا۔ اس حوالے سے سورۃ البقرہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

ترجمہ:- "ایمان والے سب سے زیادہ محبت اللہ سے کرتے ہیں"

سورۃ البقرہ، ۱۶۵

عزت نفس:-

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان انسان کو پستی اور ذلت سے اٹھا کر خودی اور عزت نفس کے بلند ترین درجے پر پہنچا دیتا ہے اگر وہ اللہ خالق حقیقی اور اس کے احکام بندوں کو پہچان لیتا تو سب موجودات اس کے لیے ہیچ ہو گئے

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

صبر و توکل :-

[illegible] اسوۂ رسول ﷺ
ایسے دل سے ایمان لاتے ہیں وہ صبر و توکل
کا عادی بن جاتے ہیں اور ہر دکھ اور پریشانی
کو صبر و تحمل سے برداشت کر لیتے ہیں

شجاعت :

انسان کو دو چیزیں بزدل بناتی ہیں
ایک محبت جو موت سے ڈراتی ہے اور دوسرا مال سے
عقیدہ رسالت کے باعث انسان کے اندر سے
یہ دونوں ختم ہو جاتی ہے

اصلاح اخلاق :-

عقیدہ رسالت اصلاح اخلاق
کی بھی بڑی وجہ بنتا ہے امتِ مسلمہ اور
پہلی قوموں سے عبرت حاصل کر کے اصلاح
اخلاق کا جذبہ بھی پیدا ہوتا ہے

آخرت کی فکر :-

عقیدہ رسالت پر ایمان لانے
سے [illegible] انسان کے اندر بھلائی اور برائی
کی تمیز پیدا ہوتی ہے وہ فکر آخرت کرتا ہے
اور برے کاموں سے بچتا اور اچھے کاموں کی طرف
مائل ہوتا ہے

عقیدہ رسالت کے اجتماعی زندگی پر اثرات:

عقیدہ رسالت کا اجتماعی
پہلو یہ ہے کہ یہ انسانی معاشرت کی
بنیاد کامل عدل، مساوات، وحدت الٰہ
اور وحدت آدم کی تعمیر کرتا ہے۔ دنیا
کی تاریخ کا مطالعہ کریں تو سائنس نے
ترقی کی ہے جس رفتار سے انسان نے ہر شعبے
ترقی نہیں کی۔ انسانیت کو قوم پرستی اور وطن
پرستی میں بانٹ دیا گیا ہے۔ اقوام عالم کی موجودہ
حالت یہ ہے کہ ہم صرف نسلی جغرافیائی
ان کے محدود بھی ایک جیسے نہیں۔ عقیدہ
رسالت ایمان لانے سے انسان کے اندر
عالمگیریت پیدا ہوتی ہے اور اللہ نے یہ وہ
الٰہیت کو ایک ہی آدم کے مشترک گھرانے کا
فرد سمجھاتا ہے۔

سوال نمبر ۴:

اسلام میں صدقات اور زکوٰۃ کے نظام... اثرات کا تجزیہ کریں۔

تعارف:

نماز کے بعد زکوٰۃ دوسری اہم ترین
عبادت ہے۔ قرآن کریم میں صلوٰۃ کے ساتھ زکوٰۃ کا
نماز کی طرح زکوٰۃ کا حکم بھی پہلے انبیاء کی شریعتوں

کی شریعت میں موجود رہا ہے

زکوۃ کا لغوی اور اصطلاحی معنی :-

زکوۃ کا لغوی معنی ہے
"پاک ہونا" اور "کسی چیز کا بڑھنا" جبکہ اصطلاح
میں نصاب کے مطابق جس مال پر ایک سال گزر
گیا ہو اس میں سے چالیسواں حصہ کسی مستحق کو
اللہ کی رضا کے لیے دینا یعنی "اس کو مالک بنانا"

زکوۃ کا نصاب :-

چاندی کی صورت : دو سو درہم / ساڑھے
باون تولہ چاندی

سونے کی صورت :

چالیس دینار یا ساڑھے سات تولے سونا

مویشیوں کی صورت :

۱: اونٹ : 5 اونٹ پر ایک اونٹ

۲: گائیں : ہر 30 گائیں پر ایک گائے

۳: بکریاں : 40 بکریوں پر ایک بکری

زکوۃ کے مصارف :-

زکوۃ کے مصارف سورۃ توبہ
آیت نمبر 60 میں بیان کئے گئے ہیں

ترجمہ : "بے شک صدقات (زکوۃ) محض غریبوں

اور محتاجوں اور ان کی وصولی پر مقرر کیے گئے
کارکنوں اور ایسے لوگوں کے لیے جن کے دلوں میں
اسلام کی الفت پیدا کرنا مقصود ہو اور (نیز) انسانی
گردنوں کو آزاد کرانے میں اور قرضداروں کے بوجھ
اتارنے میں اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں پر یہ
اللہ کی طرف سے فرض کیا گیا ہے اور اللہ خوب
جاننے والا بڑی حکمت والا ہے ۴

سورۃ التوبہ: ٦٥

زکوٰۃ کے آٹھ مصارف ہیں

(i) فقراء (ii) مساکین (iii) عاملین
(iv) الرقاب (v) غارمین (vi) ابن سبیل
(vii) سبیل اللہ (viii) مولفۃ القلوب

زکوٰۃ کے روحانی، سماجی اور اخلاقی اثرات:

زکوٰۃ کے سماجی اثرات:-

انسانی فلاح:

زکوٰۃ انسانوں کی فلاح و بہبود کی ضامن ہے۔ زکوٰۃ انسانیت کو غربت و افلاس کی بیماری سے محفوظ رکھتی ہے اور انسانوں میں باہمی اخلاص و محبت کے جذبات پیدا کرتی ہے

معاشرتی ترقی:-

کسی بھی معاشرے کی ترقی کے

ہے وہ فروری ہے کم وسائل کے ادارے کے درمیان باہمی تعاون ہم پیدا ہم صنعت زکوۃ کے ذریعے باآسانی حاصل ہو جاتا ہے۔

گردش دولت :- جس طرح جسم کی بقا کے لیے خون کا گردش کرنا ضروری ہے بالکل اسی طرح ہی معیشت کی ترقی کے لیے زکوۃ بھی نہایت اہم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

ترجمہ :

"تاکہ دولت تمہارے دولت مندوں کے مابین ہی نہ رہے"

سورۃ الحشر ؛

غربت کا خاتمہ :-

زکوۃ جب مستحقین تک جاتی ہے تو وہ بھی معاشی دوڑ کا حصہ بن جاتے ہیں

سودی معیشت کا خاتمہ :-

زکوۃ سودی نظام معیشت کو ختم کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے نظام زکوۃ ہی کی وجہ سے معاشرہ اور حکومت دونوں قرض در قرض اور سود در سود کی لعنت سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔

زکوٰۃ کے اخلاقی اور روحانی اثرات:

اطاعت کے جذبے کا فروغ: اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو مختلف طریقوں سے آزماتا ہے کہ کہیں وہ دنیا کی نعمتوں میں کھو کر اللہ تعالیٰ کو بھول تو نہیں گئے

جذبہ محبت کا فروغ: زکوٰۃ کی ادائیگی سے انسان اللہ اور انسان دونوں سے اپنی محبت کا عملی اظہار کرتا ہے زکوٰۃ کی ادائیگی سے انسان کا جذبہ محبت فروغ پاتا ہے

مال کی محبت اور اطمینان قلب کا حصول:

مال کی محبت کئی انفرادی اور اجتماعی خرابیوں کا باعث بنتی ہے۔ جب بندہ حکم الٰہی کے تحت اپنے اموال میں سے راہ خدا میں خرچ کرتا ہے تو اس کے دل میں اللہ کی محبت پیدا ہوتی ہے اور مادہ پرستی کا خاتمہ ہوتا ہے

اصلاح اخلاق:

زکوٰۃ انسان میں اعلیٰ اخلاق کو فروغ دیتا ہے اور بخل، لالچ، خود غرضی جیسے پست اخلاق کو ختم کرتی ہے۔ یوں زکوٰۃ انسان کو بنانے میں معاون ثابت ہوتی ہے